

# بارہ ربیع الاول تاریخ ولادت.....؟ یا تاریخ وفات.....؟

اللہم صل علی سیدنا و مولانا



وَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْ

ناشر

مؤلف:  
مفتی محمد اکرام الحسن فیضی

انجمن ضیاء طیبہ

نزد دفتر التوفیق حج و عمرہ سرسبز، آدم جی داؤد روڈ، شہادہ کراچی۔



حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت عام الفیل میں بروز پیر بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۲، بلوغ الامانی شرح الفتوح الربانی جلد ۲ صفحہ ۱۸۹)

اس حدیث کی سند میں پہلا راوی عفان ہے جس کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ عفان ایک بلند پایہ امام تھا اور صاحب ضبط و اتقان ہیں۔

(خلاصۃ التحدیب صفحہ ۲۶۸ مطبوعہ بیروت)

دوسرے راوی سعید بن یسار بھی ثقہ ہیں۔

(تقریب التہذیب صفحہ ۱۲۶، خلاصۃ التحدیب صفحہ ۱۲۳)

ان دو جلیل القدر اور فقیہ صحابیوں کی صحیح الاسناد روایت سے ثابت ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الاول کو ہی ہوئی تھی۔

مشہور محدث و مفسر، مؤرخ علامہ ابن کثیر متوفی ۷۴۱ھ لکھتے ہیں۔

وقیل لثنتی عشرة خلعت منه نص عليه ابن اسحاق ورواه ابن ابی شیبہ

فی مصنفہ عن عفان عن سعید بن مینا عن جابر و ابن عباس انہما

قالا ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل يوم الاثنين الثاني

عشر من شهر ربيع الاول وفيه بعث وفيه عرج به الى السماء وفيه

هاجر وفيه مات وهذا هو المشہور عند الجمهور واللہ اعلم

اور کہا گیا ہے کہ بارہ کو ولادت ہوئی اس پر امام ابن اسحاق کی نص ہے اور امام ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں حضرت عفان سے وہ حضرت سعید بن مینا سے کہ حضرت جابر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ عام

الفیل میں بارہ ربیع الاول شریف بروز پیر پیدا ہوئے اور اس میں مبعوث ہوئے اسی (پیر) کو معراج کی اسی (پیر) کو ہجرت فرمائی اور اسی میں (پیر) وصال فرمایا اور یہی جمہور کے نزدیک مشہور ہے واللہ اعلم۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۲، ۳۰۳)

محدث علامہ ابن جوزی متوفی ۷۵۹ھ فرماتے ہیں۔

اتفقوا على ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ولد يوم الاثنين في

شهر ربيع الاول عام الفيل واختلفوا فيما مضى من ذلك الشهر

لولادته على اربعة اقوال ..... والرابع لاثنتي عشرة خلعت منه

اس بات پر تمام متفق ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت عام الفیل میں پیر کے روز ربیع الاول کے مہینے میں ہوئی اور اس کے تاریخ میں اختلاف ہے اور اس بارے میں چار اقوال ہیں چوتھا قول یہ ہے کہ بارہ ربیع الاول شریف کو ولادت باسعادت ہوئی۔

(صفحة الصفوة جلد ۱ صفحہ ۲۲)

مشہور محدث علامہ عبدالرحمن ابن جوزی متوفی ۷۵۹ھ فرماتے ہیں:

ابن اسحاق نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت مبارکہ عام الفیل (ہاتھی والے سال یعنی ابرہہ کی ہلاکت اور اس کے لاؤشکر کی بربادی والے سال میں) ربیع الاول کی بارہویں رات کے بعد ہوئی۔

(الوقایہ ترجمہ صفحہ ۱۸۸)

علامہ امام شہاب الدین قسطلانی شافعی شارح بخاری متوفی ۹۲۳ھ فرماتے ہیں:

وقيل لعشر وقيل لاثنتي عشر وعليه عمل اهل مكة في زيارتهم موضع

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت بارہ ربیع الاول شریف کو ہوئی ..... اس پر اجماع ہے اور اب اسی پر عمل ہے شہروں میں خصوصاً اہل مکہ اسی دن سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کی جگہ پر زیارت کے لئے آتے ہیں۔

(سیرت حلبیہ جلد ۱ صفحہ ۵۷)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل و محقق بریلوی رحمہ اللہ ولادت کی تاریخ کے متعلق فرماتے ہیں:

سائل نے یہاں تاریخ سے سوال نہ کیا اس میں اقوال بہت مختلف ہیں دو، آٹھ، دس، بارہ، سترہ، اٹھارہ، بائیس سات قول ہیں مگر اشرہ و اکثر و ماخوذ و معتبر بارہویں ہے مکہ معظمہ میں ہمیشہ اسی تاریخ مکان مولد اقدس کی زیارت کرتے ہیں کما فی المواہب والمدارج (جیسا کہ مواہب اللدنیہ اور مدارج النبوة میں ہے) اور خاص اس مکان جنت نشان میں اسی تاریخ مجلس میلاد مقدس ہوتی ہے۔

علامہ قسطلانی و فاضل زرقانی فرماتے ہیں:

المشهور انه صلى الله عليه وسلم ولد يوم الاثنين ثاني عشر ربيع

الاول وهو قول محمد بن اسحاق امام المغازی وغيره

مشہور یہ ہے کہ حضور انور ﷺ بارہ ربیع الاول بروز پیر کو پیدا ہوئے امام المغازی محمد بن اسحاق وغیرہ کا یہی قول ہے۔

شرح مواہب میں امام ابن کثیر سے ہے:

هو المشهور عند الجمهور

جمہور کے نزدیک یہی مشہور ہے اسی میں ہے ”هو الذي عليه العمل“ یہی وہ ہے

مولده في هذا الوقت ..... والمشهور انه ولد يوم الاثنين ثاني عشر

ربيع الاول وهو قول ابن اسحاق وغيره

اور کہا گیا ہے دس ربیع الاول کو ولادت ہوئی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بارہ ربیع الاول کو ولادت ہوئی اور اسی پر اہل مکہ ولادت کے وقت اس جگہ کی زیارت کرتے ہیں ..... اور مشہور یہ ہے کہ آپ ﷺ بارہ ربیع الاول بروز پیر کو پیدا ہوئے اور یہ ابن اسحاق وغیرہ کا قول ہے۔

(المواہب اللدنیہ زرقانی جلد ۱ صفحہ ۲۴)

علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی متوفی ۱۱۲۲ھ فرماتے ہیں:

وهو قول محمد بن اسحاق بن يسار امام المغازی وقول غيره قال

ابن كثير وهو المشهور عند الجمهور وبالع ابن الحوزي وابن الجزار

فنقلانيه الاجماع وهو الذي عليه العمل

اور (بارہ ربیع الاول ولادت) کا قول محمد بن اسحاق بن یسار امام المغازی کا ہے اور ان کے علاوہ کا قول بھی ہے ابن کثیر نے کہا یہی جمہور کے نزدیک مشہور ہے امام ابن جوزی اور ابن جزائری اس پر اجماع نقل کیا ہے اسی پر عمل ہے۔

(زرقانی شرح مواہب جلد ۱ صفحہ ۲۴۸)

علامہ امام نور الدین حلبی متوفی ۱۶۲۲ھ فرماتے ہیں:

وكان ذلك لمضى ثنتي عشرة ليلة عصمت من شهر ربيع الاول .....

قال وحكي الاجماع عليه وعليه العمل الآن في الامصار خصوصاً

اهل مكة في زيارتهم موضع مولده صلى الله عليه وسلم

جس پر عمل ہے شرح لکھ کر یہ میں ہے۔

هو المشهور عليه العمل

یہی مشہور ہے اور اسی پر عمل ہے اسی طرح مدارج وغیرہ میں تصریح کی۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۲۶، ص ۲۱۲)

محقق علی الاطلاق، برکتہ رسول اللہ ﷺ فی الہد، امام الحدیث حضرت سیدنا مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

جاننا چاہئے کہ جمہور اہل سیر اور اہل باب تواریخ کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت مبارک عام الفیل کے چالیس یا پچپن دن کے بعد ہوئی ہے یہ قول سب سے زیادہ صحیح ہے اور یہ بھی مشہور ہے کہ ماہ ربیع الاول میں ولادت ہوئی اور بعض علماء اسی کو اختیار کرتے ہیں اور بعض بارہ بھی کہتے ہیں اور بعض دو ربیع الاول اور بعض آٹھ ربیع الاول کی رات گزرنے کے بعد کہتے ہیں بہت سے علماء اسی کو اختیار کرتے ہیں اور بعض دس بھی کہتے ہیں لیکن پہلا قول یعنی بارہ ربیع الاول کا زیادہ مشہور و اکثر ہے اسی پر اہل کما عمل ہے ولادت شریف کے مقام کی زیارت اسی رات کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھتے ہیں۔

(مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۲۳)

مفسر قرآن، ضیاء الامت حضرت علامہ عبید محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

۲۔ تاریخ ابن خلدون صفحہ ۱۷۱ جلد دوم

۱۔ تاریخ طبری صفحہ ۱۲۵ جلد دوم

## تاریخ ولادت باسعادت:

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ محسن انسانیت ﷺ کا یوم میلاد دوشنبہ کا دن تھا۔

اس پر بھی علماء امت کا تقریباً اتفاق ہے کہ ربیع الاول کا بابرکت مہینہ تھا۔ ماہ رمضان اور ماہ محرم کے اقوال کو اہل تحقیق نے درخور اعتنا ہی نہیں سمجھا۔ البتہ ماہ ربیع الاول کی کون سی تاریخ تھی جب مہتاب رشد و ہدایت نے جلوہ بار ہو کر ظلمت کدہ عالم کو منور فرمایا اس بارے میں علماء کرام کے متعدد اقوال ہیں ہم یہاں علماء محققین کی آراء ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ جن کے مطالعہ سے وہ باسانی صحیح نتیجہ اخذ کر سکیں گے۔

۱۔ امام ابن جریر طبری، جو فقیہ المثل مفسر، بالغ نظر مؤرخ بھی ہیں وہ اس بارے میں لکھتے ہیں۔

ولد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یوم الاثنين عام الفیل

لاثنی عشرة لیلة مضت من شهر ربیع الاول۔

”رسول کریم ﷺ کی ولادت سوموار کے دن ربیع الاول شریف کی بارہویں تاریخ کو عام الفیل میں ہوئی۔“ (۱)

علامہ ابن خلدون جو علم تاریخ اور فلسفہ تاریخ میں امام تسلیم کیے جاتے ہیں بلکہ فلسفہ تاریخ کے موجد بھی ہیں وہ لکھتے ہیں:

۲۔ ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل لاثنی عشرة

لیلة خلعت من ربیع الاول لاربیعین سنة من ملک کسریٰ انوشیروان

۲۔ اعلام النبوة صفحہ ۱۹۲

۱۔ السیرۃ النبویہ ابن ہشام جلد اول

اصول الدین کے عمید رہے ہیں۔ اپنی کتاب ”محمد رسول اللہ“ میں تحریر فرماتے ہیں۔

وقد صح من طرق کثیرۃ ان محمد علیہ السلام ولد یوم الاثنين

للاثنی عشرة مضت من شهر ربیع الاول عام الفیل فی زمن کسریٰ

نوشیروان و یقول اصحاب التوفیقات التاریخیۃ ان ذلك یوافق الیوم

المکمل للعشرین من شهر اغسطس ۵۷۰ م بعد میلاد المسیح علیہ

السلام

”کثیر التعداد ذرائع سے یہ بات صحیح ثابت ہو چکی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ بروز دوشنبہ بارہ ربیع الاول عام الفیل کسریٰ نوشیروان کے عہد حکومت میں تولد ہوئے۔ اور ان علماء کے نزدیک جو مختلف سمتوں کی آپس میں تطبیق کرتے ہیں انہوں نے عیسوی تاریخ میں ۲۰ اگست ۵۷۰ء بیان کی ہے۔“ (۱)

ان کے علاوہ علامہ محمد رضا جو قاہرہ یونیورسٹی کی لائبریری کے امین تھے انہوں نے اپنی کتاب محمد رسول اللہ میں لکھا ہے۔

ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی فجر یوم الاثنين لاثنی عشرة لیلة

مضت من ربیع الاول عشرین اغسطس ۵۷۰ م واهل مکة یزورون

موضع مولده فی هذا الوقت۔

”حضرت نبی کریم ﷺ سوموار کے دن فجر کے وقت ربیع الاول کی بارہ تاریخ بمطابق تیس اگست ۵۷۰ء عیسوی پیدا ہوئے اہل مکہ سرکار دو عالم ﷺ کے مقام ولادت کی زیارت کے لئے اسی تاریخ کو جایا کرتے ہیں۔“ (۲)

۲۔ عیون الاثر جلد ۲ صفحہ ۲۶

۱۔ الوفا لابن جوزی صفحہ ۹۰

”رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت عام الفیل کو ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو ہوئی۔ نوشیروان کی حکمرانی کا چالیسواں سال تھا۔“ (۲)

۳۔ مشہور سیرت نگار علامہ ابن ہشام (متوفی ۲۱۳ھ) عالم اسلام کے سب سے پہلے سیرت نگار امام محمد بن اسحاق سے اپنی السیرۃ النبویۃ میں قبطاز ہیں۔

ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنين لاثنی عشرة لیلة

خلعت من شهر ربیع الاول عام الفیل

”رسول اللہ ﷺ سوموار بارہ ربیع الاول کو عام الفیل میں پیدا ہوئے۔“ (۱)

۴۔ علامہ ابوالحسن علی بن محمد الماوردی، جو علم سیاست اسلامیہ کے ماہرین میں سے ہیں اور جن کی کتاب الاحکام السلطانیۃ آج بھی علم سیاست کے طلبہ کے لئے بہترین ماخذ ہے اپنی کتاب اعلام النبوة میں ارشاد فرماتے ہیں۔

لانه ولد بعد خمسين یوما من الفیل وبعد موت ابیه فی یوم الاثنين

الثانی عشر من شهر ربیع الاول

”واقعہ اصحاب فیل کے پچاس روز بعد اور آپ کے والد کے انتقال کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بروز سوموار بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔“ (۲)

علوم قرآن و سنت اور فن تاریخ کے یہ وہ جلیل القدر علماء ہیں جنہوں نے بارہ ربیع الاول کو یوم میلاد مصطفیٰ علیہ الطیب التیہ والتاثر تحریر کیا ہے اور دیگر اقوال کا ذکر تک نہیں کیا۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک صحیح اور معتد علیہ قول یہی ہے۔

دور حاضر کے سیرت نگار محمد صادق ابراہیم عرجون، جو جامعہ ازہر مصر کے کلیہ

۲۔ محمد رسول اللہ صفحہ ۹۱ جلد دوم

۱۔ محمد رسول اللہ صفحہ ۱۰۲ جلد اول

اب ہم چند دوسرے حوالے قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں:

علامہ ابن جوزی، میلاد مصطفیٰ علیہ الطیب الخیر والثناء کی تاریخ کے بارے میں اپنی تحقیق یوں قلمبند فرماتے ہیں۔

ولد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم الاثنين لعشر خلون من ربيع الاول عام الفیل وقیل للبلتین خلنا منه قال ابن اسحاق ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنين عام الفین للاثنتی عشرة لیلة مضت من شهر ربيع الاول۔

”حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت بروز سوموار دس ربیع الاول کو عام الفیل میں ہوئی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ربیع الاول کی دوسری تاریخ تھی اور امام ابن اسحاق فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی ولادت مبارکہ روز دوشنبہ بارہ ربیع الاول عام الفیل کو ہوئی۔“ (۱)

امام الحافظ ابوالفتح محمد بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن یحییٰ بن سید الناس الشافعی الاذلی اپنی سیرت کی کتاب ”عیون الاثر“ میں تحریر فرماتے ہیں۔

ولد سیدنا ونبینا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم الاثنين للاثنتی عشرة لیلة مضت من شهر ربيع الاول عام الفیل قبل بعد الفیل بخمسین یوما۔

”ہمارے آقا اور ہمارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ سوموار کے روز بارہ ربیع الاول شریف کو عام الفیل میں پیدا ہوئے۔ بعض نے کہا ہے کہ واقعہ فیل کے پچاس روز بعد حضور کی ولادت ہوئی۔“ (۲)

اس کے بعد انہوں نے ربیع الاول کی دو اور آٹھ تاریخ کے قول نقل کئے ہیں۔

علامہ ابن کثیر جو علوم تفسیر۔ حدیث اور تاریخ میں اپنی نظیر آپ تھے وہ ”السیرۃ النبویہ“ میں اس موضوع پر یوں داد تحقیق دیتے ہیں۔

ولد صلوات اللہ علیہ وسلامہ یوم الاثنين بمارواه مسلم فی صحیحہ من حدیث غیلان بن جریر عن ابی قتادہ ان اعرابیا قال یارسول اللہ ماتقول فی صوم یوم الاثنين فقال ذات یوم ولدت فیہ وانزل علی فیہ۔

”حضور ﷺ کی ولادت باسعادت سوموار کے روز ہوئی۔ امام مسلم نے اپنی صحیح غیلان بن جریر کے واسطے سے ابی قتادہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ سوموار کے روز کے بارے میں حضور کیا فرماتے ہیں۔ حضور نے فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی۔ یہ وہ دن ہے جس میں مجھ پر وحی نازل ہوئی۔“

اس کے بعد علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس سے منقول ہے آپ فرمایا کرتے۔

رسول اللہ ﷺ کی ولادت بھی سوموار کے دن، بعثت بھی سوموار کے دن، مکہ سے ہجرت بھی سوموار کے دن، مدینہ طیبہ میں تشریف آوری بھی سوموار کے دن اور دارفانی سے انتقال بھی سوموار کے دن اور جس روز حضور نے حجر اسود اٹھا کر دیوار کعبہ میں رکھا تھا وہ بھی سوموار کا دن تھا۔ پھر فرماتے ہیں کہ جنہوں نے تاریخ ولادت بروز جمعہ سترہ

۱۔ سیرت ابن کثیر صفحہ ۱۹۹ جلد اول

ربیع الاول بتائی ہے وہ بالکل غلط اور بعید از حق ہے۔ ثم الجمهور علی ان ذلك كان فی شهر ربيع الاول

”کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ ولادت باسعادت ماہ ربیع الاول ہوئی۔“

بعض نے اس ماہ کی دو تاریخ۔ بعض نے آٹھ تاریخ اور بعض نے دس تاریخ بتائی ہے آٹھ تاریخ کا قول ابن حزم سے منقول ہے اور الحافظ الکبیر محمد بن موسیٰ الخوارزمی نے اس کی تصحیح کی ہے۔ بعض نے اس ماہ کی بارہ تاریخ کو متعین کیا ہے ابن اسحاق نے یہی قول لکھا ہے۔

ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں یہی تاریخ روایت کی ہے۔

رواہ ابن ابی شیبہ فی مصنفہ عن عفان عن سعید بن میناء عن جابر وابن عباس انہما قالوا ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل یوم الاثنين الثانی عشر من شهر ربيع الاول وفیہ بعث وفیہ عرج بہ الی السماء وفیہ ہاجر وفیہ مات و ہذا هو المشہور عند الجمهور واللہ اعلم بالصواب۔

”حضرت جابر اور ابن عباس دونوں سے مروی ہے کہ انہوں نے کہ رسول اللہ ﷺ عام الفیل روز دوشنبہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور اسی روز حضور کی بعثت ہوئی۔ اسی روز معراج ہوا اور اسی روز ہجرت کی۔ اور جمہور اہل اسلام کے نزدیک یہی تاریخ بارہ ربیع الاول مشہور ہے۔“ واللہ اعلم بالصواب (۱)

اس کے پہلے راوی ابوبکر بن ابی شیبہ ہیں ان کے بارے میں ابوزر عرازی متوفی

۱۔ انضمام النعمانی مولد النبی ص ۷۷ ۲۔ سیرت خاتم الانبیاء صفحہ ۱۸

۲۶۳ھ کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر شیبہ بڑے بڑے حافظ حدیث نہیں دیکھا۔ محدث ابن حبان فرماتے ہیں ابوبکر عظیم حافظ حدیث تھے۔ دوسرے راوی عفان ہیں ان کے بارے میں محدثین کی رائے ہے کہ عفان ایک بلند پایہ امام ثقہ صاحب ضبط و اتقان ہیں تیسرے راوی سعید بن میناء ہیں ان کا شمار بھی ثقہ راویوں میں ہوتا ہے۔ یہ صحیح الا سناد روایت دو جلیل القدر صحابہ حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔

مرفوع روایت کی موجودگی میں کسی مؤرخ یا ماہر فلکیات کا یہ کہنا کہ بارہ ربیع الاول تاریخ ولادت نہیں ہرگز قابل تسلیم نہیں۔

مولانا سید عبدالقدوس ہاشمی عالم دین ہونے کے علاوہ فن تقویم میں بھی یدِ طولی رکھتے تھے انہوں نے اس فن پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام تقویم تاریخی ہے ان کے نزدیک بھی صحیح تاریخی ولادت بارہ ربیع الاول ہے۔

اہل حدیث کے مشہور عالم نواب سید محمد صدیق حسن خان لکھتے ہیں کہ ولادت شریف مکہ مکرمہ میں وقت طلوع فجر روز دوشنبہ شب دوازدہم ربیع الاول عام الفیل کو ہوئی جمہور علماء کا یہی قول ہے ابن جوزی نے اس سے اتفاق کیا ہے۔“ (۱)

علماء دیوبند کے مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع سیرت خاتم الانبیاء میں رقمطراز ہیں۔

الغرض جس سال اصحاب فیل کا حملہ ہوا اس کے ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کے انقلاب کی اصل غرض ”آدم“ اولاد آدم کا فخر، کشتی نوح کی حفاظت کا راز، ابراہیم کی دعا۔ موسیٰ و عیسیٰ کی پیش گوئیوں کا مصداق یعنی ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ

﴿ روتق افزائے عالم ہوتے ہیں۔ (۲) ﴾

برصغیر پاک و ہند کے بعض سیرت نگاروں نے محمود پاشا فلکی کے حوالے سے لکھا ہے کہ بارہ ربیع الاول کو پیر کا دن نہیں تھا بلکہ پیر کا دن نور ربیع الاول کو بنتا ہے۔ لہذا نو تاریخ صحیح ہے۔ لیکن دلچسپ صورت حال یہ ہے کہ ان لوگوں کو محمود پاشا کے اصلی وطن کا بھی علم نہیں۔

علامہ شبلی نعمانی اور قاضی سلیمان منصور پوری نے محمد پاشا کو مصر کا باشندہ لکھا ہے مفتی محمد شفیع صاحب انہیں کی لکھتے ہیں۔ مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی نے انہیں قسطنطنیہ کا مشہور ہیئت دان اور مخم بتایا ہے۔

مجھے بڑی کوشش کے باوجود محمود پاشا فلکی کی کتاب یا رسالہ نہیں مل سکا۔ البتہ معلوم ہوا کہ پاشا فلکی کا اصل مقالہ فرانسیسی زبان میں تھا جس کا ترجمہ سب سے پہلے احمد زکی آفندی نے نتائج الافہام کے نام سے عربی میں کیا اس کو مولوی سید محمد الدین خان حج بانی کورٹ حیدر آباد نے اردو کا جامہ پہنایا اور ۱۸۹۸ء میں نو لکھنؤ پریس نے شائع کیا لیکن اب یہ ترجمہ نہیں ملتا۔

محمود پاشا فلکی نے اگر علم فلکیات کی مدد سے کچھ تحقیقات کی بھی ہیں صحابہ کرام تابعین اور دیگر قدماء کی روایات کو جھٹلانے کے لئے ان پر انحصار کرنا کسی طرح مناسب نہیں کیونکہ سائنسی علوم کی طرح فلکیات کی کوئی بات قطعی نہیں ہوتی۔

اس سلسلہ میں غور طلب امر یہ ہے کہ سن ہجری کا استعمال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں شروع ہوا اور پہلی مرتبہ یوم النہیس ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۲ھ جولائی ۶۳۸ء کو مملکت اسلام میں اس کا نفاذ ہوا۔ اس کے بعد تاریخی ریکارڈ ملتا ہے لیکن اس سے پہلے

3

کا تقویمی ریکارڈ دستیاب نہیں اور بعثت نبوی سے قبل عرب میں کوئی باقاعدہ کیلنڈر رائج نہیں تھا۔ عرب اپنی مرضی سے مہینوں میں رد و بدل کر لیا کرتے تھے اور بعض اوقات سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بنادیا کرتے تھے۔ خیاء القرآن میں ہے قمری سال کے بارہ مہینوں میں کیسہ کا ایک اور مہینہ بڑھا دیا جاتا تھا ظاہر ہے کہ اعلان نبوت سے قبل نسبی کی جاتی رہی لیکن ہمیں اس بات کا علم نہیں ہو سکتا کہ کس کس سال میں نسبی کی گئی۔

(خیاء القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۰۲ حاشیہ ۲۰)

محمود پاشا سے قبل بھی کچھ لوگوں نے نجوم کے حسابات سے یوم ولادت معلوم کرنے کی کوشش کی۔ علامہ قسطلانی لکھتے ہیں اہل زنج کا اس قول پر اجماع ہے کہ آٹھ ربیع الاول کو پیر کا دن تھا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو شخص بھی علوم نجوم اور ریاضی کے ذریعہ حساب لگا کر تاریخ نکالے گا مختلف ہوگی۔ پس ہمیں قدیم سیرت نگاروں محدثین مفسرین، تابعین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی بات ماننا پڑے گی۔

مندرجہ بالا بحث سے ثابت ہو گیا کہ حضور پاک صاحب لولاک محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ التحیہ والثناء بارہ ربیع الاول عام الفیل پیر کے دن صبح کے وقت اس جہاں ہست و بود میں اپنے وجود غصری کے ساتھ شرف لائے۔

(ماخوذ خیاء حرم میلاد الہی نمبر ۱۴۱ھ صفحہ ۱۹۳-۱۹۴)

علماء کرام کے ان اقوال کے نقل کرنے کے بعد قارئین کی خدمت میں مصر کے نابذ روزگار عالم جو علم فضل اور زہد و تقویٰ میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے ان کا قول قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ میرے نزدیک یہ قول فیصل ہے اور حق کے

۱۔ خاتم النہیں صفحہ ۱۱۵ جلد ۱

4

قول نمودہ و دوازہم ربیع الاول بود۔

”خوب جان لو کہ جمہور اہل سیر و تاریخ کی یہ رائے ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پیدائش عام الفیل میں ہوئی اور واقعہ فیل کے چالیس روز یا پچیس روز بعد اور یہ دوسرا قول سب اقوال سے زیادہ صحیح ہے مشہور یہ ہے کہ ربیع الاول کا مہینہ تھا اور بارہ تاریخ تھی۔ بعض علماء نے اس قول پر اتفاق کا دعویٰ کیا ہے۔ یعنی سب علماء اس پر متفق ہیں۔ (۱)

اس مسرت آگیں اور دل افروز اور روح پرور واقعہ کا ذکر کرنے کے بعد آپ نے چند نعتیہ اشعار موزوں کئے یا خود بخود موزوں ہو گئے آپ بھی انہیں پڑھیں اور ان سے اپنی دیدہ و دل کو روشن کرنے کی کوشش کیجئے۔ آپ فرماتے ہیں۔

شب میلاد محمد چہ شب انور بود

ہمہ را گشت محیط ہمہ جادر گردید

”محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیدائش کی رات نئی روشن رات تھی کہ مکہ کے دروازوں سے

لے کر شام تک سارا علاقہ جگمگانے لگا۔“

مکہ و شام چہ باشد کہ از مشرق تا غرب

کز در مکہ الی الشام منور گردید

”مکہ اور شام ہی نہیں بلکہ مشرق سے مغرب تک حضور ﷺ کا نور ہر جگہ پھیل گیا۔“

ہمہ آفاق ز انوار منور گشتہ

ہمہ اکناف ز اخلاق معطر گردید

31

متلاشی کے لئے اس میں اطمینان اور تسکین ہے۔ امام محمد ابو زہرہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سیرت کی کتاب خاتم النہیں میں اس مسئلہ کی یوں وضاحت فرماتے ہیں۔

الجمہورۃ العظمیٰ من علماء الروایۃ علی ان مولدہ علیہ الصلوۃ والسلام فی ربیع الاول من عام الفیل فی لیلة الثانی عشر منہ وقد وافق میلادہ بالسنة الشمسیۃ نسیان (اغسطس)

”علماء روایت کی ایک عظیم کثرت اس بات پر متفق ہے کہ یوم میلاد عام الفیل ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ ہے۔“ (۱)

اس کے بعد انہوں نے دوسرے اقوال بھی ذکر کئے ہیں لیکن ان پر بدیں الفاظ تبصرہ فرمایا ہے۔

ولو لان هذه الروایۃ لیست هی المشہورۃ لآخذنا بها ولكن علم الروایۃ لا یدخل الترجیح فیہ بالعقل۔

کہ جمہور علماء کے مقابلہ میں یہ روایتیں مشہور نہیں ہیں نیز علم روایت میں ترجیح کا دار و مدار عقل پر نہیں ہوتا بلکہ نقل پر ہوتا ہے۔

برصغیر ہند کے شیخ الحدیث، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب ”مدارج النبوۃ“ میں تاریخ میلاد پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

بداں کہ جمہور اہل سیر و تاریخ برآئند کہ تولد آنحضرت ﷺ در عام

الفیل بود از چہل روز یا پنجاہ و پنج روز این قول اصح اقوال است

مشہور آنست کہ در ربیع الاول بود و بعضی علماء دعویٰ اتفاق بریں

۱۔ مدارج النبوۃ صفحہ ۱۵ جلد دوم

5

”اس جہاں کے سارے کنارے انوار رسالت سے منور ہو گئے اور حضور کے اخلاق سے کائنات کا گوشہ گوشہ مہک اٹھا۔“

عاقبت بر فلك عز و علا حادارد

ھر کہ از صدق و یقین خاک یریں در گردید

”انجام کار اس شخص عزت و بلندی کے آسمان پر جگہ ملتی ہے جو شخص صدق و یقین کے ساتھ اس در کی خاک بن جاتا ہے۔“

ھر گزاز ہیچ سموے پن زیر دخشکی

ھر گیا ہے کہ زابر کر مش تر گردید

”کوئی بادِ سموم اس گھاس کو خشک نہیں کر سکتی جس کو اس کے ابرکرم نے ترک کیا ہو۔“

لله الحمد کہ از دنیا و دیں حقی را

همه از دولت آن شاه میسر گردید

”اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ دنیا و دیں کی ہر نعمت اس بادشاہ کے دولت خانہ سے حقی (آپ کا تخلص) کو نصیب ہوگی۔“

(فیاء النبی جلد ۲ صفحہ ۳۳۳)

## تاریخ وفات؟

حضور نبی کریم ﷺ کے تاریخ وصال بارے ائمہ کا اختلاف ہے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب قول ہے کہ بارہ ربیع الاول کو وصال فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک اور قول منسوب یہ بھی ہے کہ ۱۰ ربیع الاول کو وصال ہوا۔

حضرت اسماء بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف سے منسوب قول ۱۵ ربیع الاول ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب قول ۱۱ رمضان کا ہے (الہدایہ و انتحایہ جلد ۵ صفحہ ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۳۱۸)

حضرت علامہ مولانا اشرف قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں:

پہلی روایت کہ جس میں ۱۲ ربیع الاول تاریخ وفات ہے اس کی سند میں محمد بن عمر الواقدی ایک راوی ہے جس کے بارے میں امام ائق بن راہویہ، امام علی مدینی امام ابو حاتم رازی اور نسائی نے متفقہ طور پر کہا ہے کہ واقدی اپنی طرف سے حدیثیں گھڑ لیا کرتا تھا امام بیہقی بن معین نے کہا کہ واقدی ثقہ یعنی قابل اعتبار نہیں امام احمد بن حنبل نے فرمایا واقدی کذاب ہے حدیثوں میں تبدیلی کر دیتا تھا بخاری اور ابو حاتم رازی نے کہا کہ واقدی متروک ہے مرہ نے کہا کہ واقدی کی حدیث نہ لکھی جائے ابن عدی نے کہا کہ واقدی کی حدیثیں تحریف سے محفوظ نہیں ذہبی نے کہا واقدی کے سخت ضعیف ہونے پر ائمہ جرح و تعدیل کا اجماع ہے۔

(میزان الاعتدال جلد ۵ صفحہ ۴۲۵) (بارہ ربیع الاول میلاد النبی یا وفات النبی ﷺ صفحہ ۴)

لہذا بارہ ربیع الاول کو وفات بتانے والی روایت پایہ اعتبار سے بالکل ساقط ہے اس قابل ہی نہیں کہ اس سے استدلال کیا جاسکے۔

دیوبندی مؤرخ شبلی نعمانی وفات النبی ﷺ کے حوالے سے لکھتا ہے۔

بعض ۳۰ کسی حالت اور کسی شکل سے ۱۲ ربیع الاول کو دوشنبہ کا دن نہیں پڑ سکتا۔

اس لئے درایہ بھی یہ تاریخ قطعاً غلط ہے دوم ربیع الاول کو حساب سے اس وقت دوشنبہ پڑ سکتا ہے جب تینوں مہینے ۲۹ ہوں جب دو پہلی صورتیں صحیح نہیں ہیں تو اب صرف تیسری صورت رہ گئی ہے جو کثیر الوقوع ہے یعنی یہ کہ دو مہینے ۲۹ کے اور ایک مہینہ ۳۰ کا لیا جائے اس حالت میں ۲۹ ربیع الاول کو دوشنبہ کا روز واقع ہوگا اور یہی ثقہ اشخاص کی روایت ہے۔

یکم اور دوم تاریخیں دوم تاریخ صرف ایک صورت میں پڑ سکتی ہے جو خلاف اصول ہے یکم تاریخ تین صورتوں میں واقع ہو سکتی ہے اور تینوں کثیر الوقوع ہیں اور روایات ثقات ان کی تائید میں ہیں اس لئے وفات نبوی کی صحیح تاریخ ہمارے نزدیک یکم ربیع الاول ۱۱ھ ہے اس حساب میں فقط روایت حلال کا اعتبار کیا گیا ہے جس پر اسلامی قری مہینوں کی بنیاد ہے اصول فلکی سے ممکن ہے کہ اس پر خدشات وارد ہو سکتے ہیں۔

(سیرت النبی جلد ۲ صفحہ ۱۷۲)

علامہ ابوالقاسم السہیلی علیہ الرحمہ نے الروض الانف یہی استدلال فرمایا کہ نو ذوالحجہ جو جمعۃ المبارک کا دن تھا اس بات پر سب کا اتفاق ہے اس حساب سے ذوالحجہ، محرم، صفر کے ایام کی تعداد انتیس اور تیس تصور کے مکمل آٹھ صورتوں میں حساب کیا تاہم کسی صورت میں بھی ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو پیر کا دن نہیں آتا۔

(الہدایہ و انتحایہ جلد ۵ صفحہ ۲۹۶)

اگر بالفرض اس بات کو تسلیم کر لیا جائے کہ بارہ ربیع الاول شریف کو نبی آپ ﷺ کا

تاریخ وفات کی تعیین میں راویوں کا اختلاف ہے کتب حدیث کا تمام تر دفتر چھان ڈالنے کے بعد بھی تاریخ وفات کی مجھ کو کوئی روایت احادیث میں نہیں مل سکی

ارباب سیر کے ہاں تین روایتیں ہیں یکم ربیع الاول دوم ربیع الاول اور ۱۲ ربیع الاول ان تینوں روایتوں میں بالصم ترجیح دینے کے لئے اصول روایت و درایت دونوں سے کام لینا ہے روایت دوم ربیع الاول کی روایت ہشام بن محمد بن سائب کلبی اور ابو حنفہ کے واسطے سے مروی ہے (طبری ص ۱۵-۱۸) اس روایت کو گوا کثر قدیم مؤرخوں مثلاً یعقوبی و مسعودی وغیرہ نے قبول کیا ہے لیکن محمد بن زبید یہ دونوں مشہور دروغ گو اور غیر معتبر ہیں یہ روایت واقدی سے بھی ابن سعد و طبری نے نقل کی ہے (جزء وفات) لیکن واقدی کی مشہور ترین روایت جس کو اس نے متعدد اشخاص سے نقل کیا ہے وہ ۱۲ ربیع الاول ہے البتہ بیہقی نے دلائل میں بسند صحیح سلیمان التیمی سے دوم ربیع الاول کی روایت نقل کی ہے (نور النہر اس ابن سید الناس وفات) لیکن یکم ربیع الاول کی روایت ثقہ ترین ارباب سیر موسیٰ بن عقبہ سے اور مشہور محدث امام لیث مصری سے مروی ہے (فتح الباری وفات) امام سہیلی نے روض الانف میں اسی روایت کو اقرب الی الحق لکھا ہے (جلد دوم وفات) اور سب سے پہلے امام مذکور بنی نے درایہ اس نکتہ کو دریافت کیا کہ ۱۲ ربیع الاول کی روایت قطعاً ناقابل تسلیم ہے کیونکہ دو باتیں یقینی طور پر ثابت ہیں روز وفات دوشنبہ کا دن تھا۔

(صحیح بخاری ذکر وفات صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ)

اس سے تقریباً تین مہینے پہلے ذی الحجہ ۱۱ھ روز جمعہ سے ۱۲ ربیع الاول

۱۱ھ تک حساب لگاؤ ذی الحجہ محرم صفر ان تینوں مہینوں کو خواہ ۲۹، ۳۰، ۳۱ خواہ

وصال شریف ہوا تھا تو وفات کا غم سے تین دن کے بعد منانا قطعاً جائز نہیں چنانچہ امام مالک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

امرونا ان لانحد علی میت فوق ثلاث الا لزواج

ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم کسی وفات یافتہ پر تین روز کے بعد غم نہ منائیں مگر شوہر پر۔  
(موطا امام مالک صفحہ ۲۱۹، ۲۲۰)

ثابت ہوا کہ تین دن کے بعد وفات کی غمی منانا ناجائز ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام جمعہ کے دن پیدا ہوئے اور وفات بھی جمعہ کے دن ہوئی جو بالاتفاق ثابت ہے۔

اور حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان هذا يوم عيد جعله الله للمسلمين

(سنن ابن ماجہ ص ۷۸)

یہ جمعہ عید کا دن ہے اسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے عید کا دن بنایا ہے۔

معلوم ہوا کہ جمعہ یوم میلاد النبی آدم علیہ السلام بھی ہے اور وفات النبی علیہ السلام بھی ہے۔ لیکن اس کے باوجود یوم میلاد کی خوشی کو برقرار رکھا گیا ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ ولادت کی تاریخ اور وفات کی تاریخ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

شرح مطہر میں مشہور بین الجہور ہونے کے لئے وقعت عظیم ہے اور مشہور عند الجہور ہی ۱۲ ربیع الاول ہے اور علم ہیات و زیجات کے حساب سے روز ولادت شریف ۸ ربیع الاول ہے۔

کما حققناه فی فتاوانا

(جیسا کہ ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تحقیق کر دی ہے)

یہ جو شبلی وغیرہ نے ۹ ربیع الاول لکھی کسی حساب سے صحیح نہیں تعامل مسلمین حریم شریفین و مصر و شام بلاد اسلام و ہندوستان میں ۱۲ ہی پر ہے اس پر عمل کیا جائے اور روز ولادت شریف اگرچہ آٹھ یا بالقرض غلط لکھا ہو کوئی تاریخ جو جب بھی بارہ کو عید میلاد کرنے سے کوئی ممانعت ہے وہ وجہ کہ اس شخص نے بیان کی خود جہالت ہے اگر مشہور کا اعتبار کرتا ہے۔ تو ولادت شریف اور وفات شریف دونوں کی تاریخ بارہ ہے ہمیں شریعت نے نعمت الہی کا چرچا کرنے اور غم پر صبر کرنے کا حکم دیا لہذا اس تاریخ کو روز ماتم وفات نہ کیا روز سر ولادت شریفہ کیا

کما فی مجمع البحار الانوار

(جیسا کہ مجمع البحار الانوار میں ہے) اور اگر ہیات و زیجات کا حساب لیتا ہے تو تاریخ وفات شرف بھی بارہ نہیں بلکہ تیرہ ربیع الاول کما حققناه فی فتاوانا (جیسا کہ ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تحقیق کر دی ہے) بہر حال معترض کا اعتراض بے معنی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۶ صفحہ ۴۲۸، ۴۲۷)

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم  
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائی گے

(خادم) انجمن ضیاء طیبہ

الحمد لله العلی الکبیر المتعالی خالق الارض والجبال المتوحد  
بالعظمة والجلال المتقدس بالحسن والجمال و افضل الصلوة و اکمل  
السلام علی سیدنا و نبینا و مولانا احمد ن المحتسب محمد ن المصطفی  
صاحب الجمال والکمال و علی اله وصحبه و اولیاء امتہ الی یوم الزلزال

امابعد

فقیر پر تقصیر ہے تو قیر نسیم احمد صدیقی نوری غفر اللہ الباری نے فاضل جلیل  
حضرت مفتی محمد اکرام الحسن فیضی زید مجدہ نے محترم سید اللہ رکشا شاہ ضیائی صاحب  
(سرپرست و بانی انجمن ضیاء طیبہ) اور محترم سید رفیق شاہ صاحب (سحر فاؤنڈیشن)  
کی ترغیب پر زیر نظر رسالہ بعنوان "۱۲ ربیع الاول تاریخ ولادت یا تاریخ وفات"  
تالیف فرمایا۔ قرآن و احادیث اور اقوال فقہاء، علماء، صلحاء سے دلائل نقل کر کے تحقیق  
حق کا تقاضا پورا کیا ہے۔ حضرت مولانا مفتی اکرام الحسن صاحب کا قلم ان کے جد  
بزرگوار خاتم المحدثین، رئیس المحققین حضرت علامہ مولانا مفتی محمد منظور احمد فیضی قدس  
السرہ القوی سے فیض یافتہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موصوف اپنے جد بزرگوار علیہ الرحمۃ  
والرضوان کے انداز میں روایات کے ساتھ ساتھ درایات کے اصولوں کو اپنا کر علم اسماء  
الرجال سے استفادہ کرتے ہوئے چھان بھنک کر کے احقاق حق اور ابطال باطل کی  
زمداریوں سے عہدہ برآ ہونا جانتے اور سمجھتے ہیں۔

اس میں کیا شبہ ہے؟ کہ آقا و جہاں، روق کون و مکان علیہ الصلوۃ  
والسلام نے عدم سے مشاہدہ قدم جب اس عالم آب و گل کو رونق بخشی تو پیر کا مبارک

## پیش لفظ

## معروضات و عزائم

الحمد للہ پیش نظر رسالہ "۱۲ ربیع الاول تاریخ ولادت یا تاریخ وفات" انجمن ضیاء طیبہ  
کے اشاعتی سلسلہ کے ۳۶ ویں نمبر پر ہے مختلف انداز سے بد مذہبوں، خارجیوں اور ناصیبوں نے  
اسلامی صفوں میں گھس کر فتنے اور نت نئے تنازعات پیدا کرنے کی کمر وہ جساتیں کی ہیں۔ غلامان  
مصطفیٰ جب اپنے پیارے آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کا جشن مناتے ہیں تو  
یہی بد مذہب افراد عوام اہلسنت کو کنیوز کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہتے ہیں! "کہ ۱۲ ربیع الاول  
شریف ولادت کا یوم نہیں ہے بلکہ وفات کا دن ہے"۔ حالانکہ عالم اسلام میں شرق تا غرب ۱۲ ربیع  
الاول شریف میں عید میلاد النبی ﷺ کا اہتمام ہوتا ہے۔ انجمن ضیاء طیبہ نے یہ عزیمت کیا ہوا ہے کہ  
اسلامی مسلمہ اصولوں کے خلاف جو فتنہ بھی برپا ہوا اس کا منہ تو رگرم علمی اور مدلل جواب دیا جائے۔  
انجمن نے اس سے پہلے ڈنمارک اور ناروے کے کارٹونسٹ اور صحافیوں کی ہرزہ سرائی اور گستاخی کا  
علمی انداز میں جواب تحریر کیا اور شائع کیا تھا۔ ملعون رشدی کی گستاخیوں، ڈاکرنا تک کی ہرزہ سرائی  
و دریدہ فتنی نیز امریکن فتنہ پرورد و دودا و اسراء نعمان وغیرہ کی بے حیائی اور ہالینڈ میں  
قرآن مجید کی تحریف کے ناپاک منصوبوں کی بیخ کنی کے لئے کتب زید وین و زبر شاعت ہیں۔  
قارئین سے دعا التماس ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حالات حاضرہ کے فتنوں کا بروقت مقابلہ کرنے کی  
توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سید اللہ رکھا ضیائی



دن اور ربیع الاول شریف کی ۱۲ تاریخ تھی۔ جب کہ شمسی تقویم کے حساب سے بعض محققین کے نزدیک ۲۰ اپریل یا ۲۲ اپریل یا ۲۰ اگست ۵۷۰ء یا ۵۷۱ء ہے جب کہ تقویم تاریخی کے مرتب عبدالقدوس ہاشمی کے نزدیک ۹ دسمبر ۵۶۹ء ہے۔ یہودی کلینڈر کے مطابق ۲۰ نisan ۸۳۳ خلیفہ اور ۲۰ نisan ۸۸۲ سکندری کی تاریخیں ملتی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کے وصال شریف کی تاریخ میں علماء کے نزدیک اختلاف ہے، بعض نے ۲ ربیع الاول، ۸ ربیع الاول، ۱۲ ربیع الاول اور ۲۹ ربیع الاول میں سے کسی ایک تاریخ کو بیان کیا ہے۔ اگر ۱۲ ربیع الاول شریف میں وصال شریف فرض کیا جائے تب بھی مسلمان کو صرف سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کا جشن منانا چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ وصال شریف کے دن جب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے رنج و غم کا اظہار کیا اور عالم افرنگی میں دامن ہوش کھو بیٹھے تھے تو حضرت خلیفہ الرسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تبعیہ فرمائی عام مسلمانوں کو تاکید فرمائی کہ کوئی اس موقع پر رنج و غم اور بے صبری کا مظاہرہ نہ کرے۔ شمسی تقویم کے حساب سے وصال شریف ۷ جون ۶۳۴ء بروز پیر ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے ۱۰ ہجری میں اپنے جتہ ابلاغ کے موقع پر یوم عرفہ ۹ ذی الحجہ (یوم جمعہ المبارک) یہ اعلان فرمایا، "کہ اب زمانہ پھر صحیح وقت پر آ گیا ہے۔ آئندہ سے نہ کہیہ ہوگا، اور نہ ہی ہوا کرے گی"۔ اہل عرب اپنے کلینڈر میں یہودی طریقہ کے مطابق تین سال بعد ایک ماہ کا اضافہ سال کے بارہ مہینوں میں کیا کرتے تھے اس عمل کو "کسیہ" کہتے ہیں۔ یہ طریقہ "قبیلہ کنانہ" کے ایک حساب داں شخص "قلمس" نے جاری کیا تھا۔ دو سال یا تین سالوں پر ایک مہینہ کے اس اضافہ کے

38

باعث حج کا مہینہ ذی الحجہ کے بجائے دیگر مہینوں میں بھی آیا، نیز دوسری خرابی یہ ہوئی کہ حرمت والے چار ماہ (رجب، ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم) میں بھی تبدیلیاں واقع ہو گئیں تو پھر "قلمس" یہ بھی بتاتا تھا کہ حرمت والے مہینے آئندہ سال کون کون سے ہوں گے اس عمل کو "لسنی" کہا جاتا تھا۔ آقائے انسانیت، پیکر نورانیت، نبی رحمت ﷺ نے متذکرہ دونوں طریقوں کو باطل قرار دے کر منع فرمادیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس علم "توقیت" و "تقویم" سے متعلق ارشاد فرمایا ہے، "هو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا و قدره منازل لتعلموا عدد السنین والحساب"

(سورہ یونس: ۵)

(ترجمہ) وہی ہے جس نے سورج کو جگمگا تا بنایا اور چاند چمکتا اور اس کے لئے منزلیں ٹھہرائیں کہ تم برسوں کی گنتی اور حساب جانو۔

(کنز الایمان)

"ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا في كتب الله"

(سورہ توبہ: ۳۶)

(ترجمہ) بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں

(کنز الایمان)

قرنی تقویم کے مطابق حساب دانوں نے علم "تقویم" کے مطابق تحقیق کی ہے تو اکثریت اور جمہور علماء اس پر اتفاق ہے کہ ۱۲ ربیع الاول شریف بروز پیر ولادت شریف ہے اور عالم اسلام میں اسی یوم میں جشن عید میلاد النبی ﷺ کا انعقاد ہوتا

39

## میلاد النبی ﷺ کے متعلق علمائے کرام کے تاثرات:

☆ خاتم الفقہاء والمحدثین شیخ احمد شہاب الدین بن حجر ہیثمی مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

"محافل میلاد اور اذکار جو ہمارے ہاں کیے جاتے ہیں ان میں سے اکثر بھلائی پر مشتمل ہیں۔ جیسے صدقہ، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام اور آپ کی مدح" (فتاویٰ حدیثیہ)

☆ حضرت سید احمد زبیدی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

"میلاد شریف کرنا اور لوگوں کا اس میں جمع ہونا بہت اچھا ہے"۔ (سیرت نبوی)

☆ امام ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

"میلاد شریف کی تاثیر یہ ہے کہ سال بھر اس کی برکت سے امن وامان رہتا ہے اور اس میں جلد مرادیں پوری ہونے کی خوشخبری ہے"۔ (روح البیان)

☆ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

"میلاد النبی پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے"۔ (روح البیان)

☆ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

"ہمیشہ مسلمان ولادت پاک کے مہینے میں محفل میلاد منعقد کرتے آئے ہیں اور دعوتیں کرتے ہیں اور اس ماہ کی راتوں میں ہر قسم کا صدقہ کرتے اور خوشی مناتے ہیں

41

ہے۔ جغرافیہ عالم کے تمام براعظموں میں کس طرح عقیدت و احترام سے عید میلاد النبی ﷺ منانے کا احترام ہوتا ہے؟ یہ جاننے کے لئے فقیر کی تالیف "میلاد النبی کب سے؟ مطالعہ تاریخی تسلسل" اور "میلاد النبی، اجالے اور حوالے" کا مطالعہ ضرور کیجئے۔ فقیر دعا گو ہے کہ حضرت علامہ مفتی محمد اکرام الحسن فیضی کی اس تالیف مبارکہ کو مقبول عام بنائے اور مفتی صاحب کے علم و عمل میں، عمر میں برکتیں ہی برکتیں عطا فرمائے۔ آمین اللہ تعالیٰ سے بہ وسیلہ یوم عید میلاد النبی ﷺ دعا ہے کہ ہمارے سرپرست اور انجمن ضیاء طیبہ کے بانی محترم المقام حضرت سید اللہ رکشا شاہ قادری ضیائی صاحب کو اور ان کے معاونین و احباب کو بھی خوب برکتیں عطا فرمائے تاکہ مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کا سلسلہ ان کے ذریعہ سے جاری رہے۔

آمین یا رب العالمین

سگ درگاہ مفتی اعظم  
احقر نسیم صدیقی غفرلہ

40

نیکی زیادہ کرتے ہیں اور میلا دشریف پڑھنے کا بہت اہتمام کرتے ہیں۔" (انوار محمدیہ)

☆ محقق دوران شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

میلا دشریف کرنے والوں کے لیے اس میں سند ہے جو شب میلا د خوشیاں مناتے ہیں اور مال خرچ کرتے ہیں یعنی ابولہب کافر تھا اور قرآن مجید اس کی مذمت میں نازل ہوا جب اسے میلا د کی خوشی منانے اور اپنی لونڈی کے دودھ کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خرچ کرنے کی وجہ سے جزاء دی گئی تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو محبت اور خوشی میں بھرپور ہو کر اس میلا د شریف میں مال خرچ کرتا ہے۔ (مدارج النبوت)

☆ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

حضرت شاہ ولی اللہ "فیوض الحرمین" میں لکھتے ہیں: "میں حاضر ہوا اس مجلس میں جو مکہ معظمہ میں مکان مولد شریف میں ہو رہی تھی بارہویں ربیع الاول کو اور ذکر ولادت شریف اور خوارق عادات وقت ولادت کا پڑھا جاتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ یکبارگی کچھ انوار اس مجلس سے ظاہر ہوئے اور میں نے ان انوار میں تامل کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ انوار تھے ملائکہ کے جو ایسی محافل متبرکہ میں حاضر ہوا کرتے ہیں اور بھی انوار تھے رحمت الہی کے"۔ (تواریخ حبیب الہ، ص ۸)



51

50

53

52





63

62

65

64

67

66

69

68



71

70

73

72

75

74

77

76

79

78

81

80

83

82

85

84

87

86

89

88

91

90

93

92

95

94

97

96





103

102

105

104



111

110

113

112

115

114

117

116

119

118

121

120

123

122

125

124

127

126

129

128

131

130

133

132



135

134

137

136

139

138

141

140

143

142

146

145

148

147

150

149

152

151

154

153

156

155

158

157

160

159

162

161

164

163

166

165



168

167

170

169

172

170

174

173

176

175

178

177

180

179

182

181

184

183

186

185

188

187

190

189

192

191

194

193





200

199

202

201

204

203

206

205

208

207

210

209

212

211

214

213

216

215

218

217

220

219

222

221

224

223

226

225

228

227

230

229



232

231

234

233

236

235

238

237

240

239

242

241

244

243

246

245

248

247

250

249

252

251

254

253

256

255

258

257

260

259

262

261



264

263

266

265

268

267

270

269

272

271

274

273

276

275

278

277

280

279

282

281

284

283

286

285

288

287

290

289

292

291

294

293



296

295

298

297

300

299





